

عورتوں میں سر کے بالوں کی تراش خراش کا فیشن

تحریر و ترتیب: محمد منیر قمر سیالکوٹی (ترجمان سپریم کورٹ الخیر - سعودی عرب)

موجودہ زمانے میں روز بروز نئے فیشنوں کی ایجاد ہو رہی ہے اور مسلم معاشرے میں وہ تیزی سے پھیل بھی رہے ہیں۔ انہیں فیشنوں میں سے ایک یہ بھی کہ آج کل خواتین کے سر کے بالوں کی تراش خراش کا فیشن بہت مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ خواتین اور خصوصاً نوجوان لڑکیاں زیب و زینت اور خوبصورتی کے لئے اپنے سر کے اگلے حصے کے بال کانوں تک کٹواتی ہیں اور ترشواتی ہیں جبکہ پیچھے سے چوٹی بھی رہ جاتی ہے اور بعض خواتین تو چوٹی بھی کٹوا دیتی ہیں۔ اس طرح کے بال ہونا اہل علم میں ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ بعض علماء جواز کے قائل ہیں جبکہ بعض دیگر کے نزدیک یہ ناجائز ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس مسئلہ کا ذرا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیا جائے۔ اس کے لئے اس کے تین پہلو سامنے

آتے ہیں:

- ☆ مردوں سے تقابہ کے لئے بال کٹوائے ترشوائے جائیں۔
- ☆ مغربی تہذیب اور غیر مسلم عورتوں کی نقالی میں ایسا ہو۔
- ☆ محض اپنے شوہر کے لئے زیب و زینت کے لئے اس فیشن کو اختیار کر لیا جائے۔

پہلی شکل

یہ قطعاً ناجائز ہے کیونکہ متعدد احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری - ابوداؤد اور مسند احمد میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ: ”ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے۔ جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ ”لعن النبی ﷺ والمخنثین من الرجال والمترجلات من النساء..... الخ“ (بخاری مع الفتح ۳۳۲/۱۰)

اور ایک دوسری حدیث میں تو یہاں تک ہے کہ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور یہ بھی صحیح بخاری اور دیگر کتب میں موجود ہے جس کے الفاظ ہیں: ”لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال“۔

ان احادیث کی رو سے ان عورتوں کا یہ فعل ناجائز ثابت ہوا جو کہ مردوں کی دیکھا دیکھی ایسا کرتی ہیں اور ان سے مشابہت پیدا کرنا چاہتی ہیں۔

دوسری شکل

اگر کوئی عورت مغربی تہذیب کی نقالی میں ایسا کرتی ہے اور محض فیشن پرستی کا نتیجہ بالوں کو کنوٹا یا ترشوانا ہو تو بھی یہ جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ ابو داؤد مسند احمد اور معانی الآثار طحاوی میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”من تشبه بقوم فهو منهم“ جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ اسی میں سے ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث صریح دلیل ہے کہ غیر مسلم مغربی عورتوں کی دیکھا دیکھی بال کنوٹا بھی جائز نہیں ہے۔

تیسری شکل

اب ایک تیسری شکل یہ رہ جاتی ہے کہ نہ تو کسی کی نقالی ہو اور نہ ہی کسی سے مشابہت مراد ہو بلکہ خالص تزیین اور اپنے شوہر کے لئے زیبائش مقصود ہو تو ایسی صورت میں بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ عورت اپنے بال کاٹ سکتی ہے اور بعض اس کے بھی خلاف ہیں:

☆ اس سلسلہ میں ایک تو علامہ محمد ناصر الدین البانی کا اسم گرامی ہے جو کہ دور حاضر کے معروف محدث ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ”حجاب المرأة المسلمة“ میں لکھا ہے کہ بال کٹانے سے اگر غیر مسلموں سے مشابہت مقصود ہو تو حدیث ”من تشبه بقوم“ کی رو سے ناجائز ہے ورنہ جائز!

☆ جائزہ حضرت علامہ نے حالات قدر کے باوجود کوئی نئی دلیل ذکر نہیں کی بلکہ صرف صحیح مسلم میں مذکور ازواج مطہرات کے فعل کو بنیاد بنایا ہے جبکہ اس حدیث سے استدلال بھی کئی وجوہات کی بنیاد پر صحیح نہیں ہے جس کی قدرے تفصیل ہم آگے چل کر ذکر کرتے ہیں۔

☆ علامہ البانی کی پیروی کرتے ہوئے ہی محمود مہدی استنبولی نے اپنی کتاب ”تحفة العروس“ کے حاشیہ میں ایک جگہ (ص ۱۴۲ مترجم اردو) لکھا ہے کہ جو عورتیں مردوں کی دیکھا دیکھی اپنے بالوں کو چھوٹا کرواتی ہیں مذکورہ بالا روایت میں من تشبه بھوم کی رو سے ان کے اس عمل کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور اگر مردوں کی مشابہت مقصود نہیں تب یہ عمل حرام نہ ہوگا۔

☆ جائزہ موصوف نے غیر مسلموں سے مشابہت کے ساتھ مردوں سے مشابہت ذکر کی ہے جبکہ علامہ البانی نے صرف غیر مسلموں کی مشابہت کا ذکر کیا ہے اور بات بہر حال دونوں ہی صورتوں میں برابر ہے بلکہ غیر مسلموں سے

مشابہت زیادہ سختی سے منع ہے اور دلیل ان کی بھی وہی ہے جو کہ علامہ البانی نے ذکر کی ہے۔ جس سے استدلال صحیح ہے۔

☆ معروف صحافی مولانا کوثر نیازی نے اپنی کتاب ”مسلم خاندان اور جدید عصری تقاضے“ میں مسلم خواتین اور بعض جدید فیشن کے تحت لکھا ہے کہ مسلم فقہاء جدید زمانے میں عورتوں کی طرف سے اختیار کئے گئے بعض فیشنوں کے متعلق عام طور پر اختلاف رکھتے ہیں مثلاً بالوں کو تراشنا اور ناخنوں کو رنگنا وغیرہ ایسے متنازعہ امور ہیں جن کے متعلق کوئی متفقہ فیصلہ نہیں۔ آگے عورتوں کی گیسو تراشی کے متعلق کتب فقہ حنفیہ میں سے در مختار (۵/۲۸۸) اور اس کی شرح وحاشیہ ابن عبدین المعروف عماد شامی اور الحلی کن حزم کے اقتباسات نقل کئے ہیں جن کی رو سے عورتوں کا بال تراشنا گناہ ہے جس کے لئے وہ لعنت کی سزا وار ہیں اور اس کا مؤثر ترین سبب مرد سے مشابہت کو قرار دیا گیا ہے اور آگے چل کر نیازی صاحب نے بھی صحیح مسلم والی مذکور حدیث کے حوالہ سے عورت کے بال تراشنا کی اجازت کا ذکر کیا ہے۔

☆ جائزہ : موصوف کا استدلال بھی اسی حدیث سے ہے جس سے پہلے ذکر کردہ علماء نے استدلال کیا ہے جس کی تفصیل آرہی ہے۔

☆ مولانا کوثر نیازی نے ہی اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ بہت عرصہ پہلے ”زمیندار“ لاہور کی اشاعت رائے فروری ۱۹۶۹ میں ایک نامہ نگار نے یہی سوال اٹھایا تھا اور اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ دہلی میں بعض علماء نے فتویٰ دیا ہے جس میں انہوں نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ عورتوں کے لئے بال تراشنا جائز ہے اور انہوں نے بھی حوالہ بالا صحیح مسلم والی حدیث سے ہی استناد کیا تھا۔ نیازی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ کے ضمن ایک اہم سوال جو ہمارے سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ کیا آج جدید زمانے کی عورتیں جو بال تراشواتی ہیں مرد کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کام کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے برعکس اگر عورت کی طرف سے یہ کوشش نہیں ہوتی کہ وہ مرد کی طرح دکھائی دے تو اسے اس عمل کی اجازت ہونی چاہیے۔

☆ جائزہ د کے جن علماء کی طرف جواز کا فتویٰ منسوب کیا گیا ہے۔ ان کا استناد بھی مذکورہ حدیث مسلم ہی ہے جس کے بارے ہم وضاحت کرنے والے ہیں۔

یہ تو علماء کے فتویٰ کی حد تک رہا جبکہ نیازی صاحب نے جس بنیاد پر ”اجازت ہونی چاہیے“ کی بات کی ہے۔ اگر سبب صرف وہی ہوتا تو محض صاف تھا لیکن یہاں تو اس کے علاوہ بھی بعض امور موجود ہیں خصوصاً غیر مسلم عورتوں کی نقالی اور من تشہہ ہوم والی حدیث سے اس کی ممانعت۔

☆ لاہور سے شائع ہونے والے ایک نہایت علمی ہفت روزہ ”الاعتصام“ کی جلد شمارہ ۳۶ بہت ۸ ستمبر ۱۹۸۹ کسی قاری کے ایک سوال کے جواب اس جملہ کے اس وقت مدیر اور وف عالم دین حافظ صلاح الدین یوسف نے لکھا تھا کہ بے پردگی۔ مردوں سے تشابہ۔ فحش و فحش پرستی مقصود نہ ہو تو عورت پیچھے سے اپنے بال کاٹ سکتی ہے۔ یعنی پٹے بال ہوا اور رکھ سکتی ہے اور ان کا استدلال بھی صحیح مسلم والی حدیث سے ہی تھا اور انہوں نے شارحین مسلم امام نووی رحمہ اللہ کے تشریحی اقتباسات بھی نقل کئے تھے جن انہوں نے بھی جواز ذکر کیا ہوا تھا۔

☆ جائزہ استدلال کی اصل بنیاد یہاں بھی وہی حدیث مسلم ہی ہے لہذا اس کا تفصیلی جائزہ لینا ضروری ہے جس

سے بات صاف ہو جائے گی۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے استاد گرامی حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ اور ایک فاضل محقق مولانا صغیر احمد شافعہ بہاری حفظہ اللہ (مکہ مکرمہ) کا وہ تعاقبی مضمون اور مکتوب نقل کر دیں جو کہ الاعتصام ہی کی جلد ۳۱ شمارہ ۴۵ بابت ۱۰ نومبر ۱۹۸۹ء میں مذکورہ جواب کے شائع ہونے کے جلد بعد ہی شائع ہوا تھا۔ اور پھر بر صغیر کے معروف عالم مولانا عبدالسلام لمبٹویؒ کی کتاب ”اسلامی صورت“ کے بعض متعلقہ اقتباسات اور مفتی اعظم سعودی عرب کا فتویٰ بھی پیش کر دیتے ہیں۔

عورت معقول عذر کے بغیر سر کے بال نہیں کٹوا سکتی

اس عنوان کے تحت پہلے حافظ ثناء اللہ صاحب کا تعاقبی مضمون ہے جس میں تمہید کے طور پر موصوف لکھتے ہیں : بلا ریب ’ اللہ خالق البشر القائل - ”لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم“ نے بنی نوع انسان کی زیبائش-زیب و زینت اور اس کا حسن اس کے سر کے بالوں میں رکھا ہے جو اس کی شخصیت کے لئے پروقاہ اضافہ کے علاوہ قلبی و ذہنی مسرت و شادمانی کا پیغام ہے۔ اس بناء پر شریعت مطہرہ میں ان کی طہارت و نظافت کا بطور خاص حکم دیا ہے۔ چنانچہ نبی الرحمۃ علیہ السلام کا فرمان ہے۔ ”من كان له شعر فليكومه“ (ابوداؤد حوالہ مشکوٰۃ شریف ۲/۳۸۲) یعنی جس کے بال ہوں اسے چاہیے انہیں صاف ستھرا رکھے۔ دوسری روایت میں ہے۔ ”و يكثرو دهن رأسه و تسريح لحيته ويكثر القناع كان ثوب زيات“ (شرح السنہ حوالہ مشکوٰۃ ۲/۳۸۱) آپ ﷺ کثرت سے سر پر تیل لگاتے اور کنگھی کرتے۔ مساوات گہری کے نیچے کپڑا رکھتے گویا کہ آپ ﷺ کا وہ پیرا تیلی کا کپڑا ہے۔

اسی حسن کو قائم و دائم رکھنے کے لئے سفید بالوں کو رنگنے کی تاکید فرمائی گئی۔ ارشاد نبویؐ ہے : غیر والشیب اور دوسری روایت میں ہے : ”غبروا هذا بشىء و اجتنبوا السواد“ (مسلم ۲/۱۹۹) یعنی بو قاذ (جو کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والد تھے) ان کے بالوں کو رنگ دو اور سیاہ کرنے سے بچو۔

یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جو اسلام کی آمد سے قبل بھی فطرت انسانی میں مرکوز تھا۔ چنانچہ جاہلی شعراء کے دو اوین و قصائد کو اٹھا کر دیکھیں۔ خوبصورت لمبے گھنے سیاہ بالوں کی مدح و ثناء میں جابجا رطب اللسان نظر آئیں گے۔ (آگے مضمون میں عربی اشعار بھی ہیں جو کہ حذف کر رہا ہوں) تاہم اسلام میں جہاں تک مرد کے بالوں کا تعلق ہے۔ اگرچہ بعض احادیث سے منڈوانے کا جواز ملتا ہے۔ لیکن افضل و اولیٰ امر یہ ہے کہ بال رکھے جائیں۔ صاف کرانے سے احتراز کیا جائے۔

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا عملی نمونہ کتب احادیث میں ہمارے سامنے موجود ہے (جبکہ) (لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة)۔ اللہ کا ارشاد حقیقت کی بنیاد ہے۔ آپؐ کے بالوں کے وصف میں وارد ہے ”الی انصاف اذنيه - وفي روايه - بين اذنيه و عاتقه“ (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ) آپؐ کے بال نصف کانوں تک اور ایک روایت کے مطابق کانوں اور کندھوں کے درمیان تھے۔ مجمع البہار میں اس اختلاف کی وجہ جمع یوں بیان ہوئی ہے کہ اس کو مختلف اوقات پر محمول کیا جائے گا۔ جب آپؐ بال کاٹنے میں تساہل برتتے تو کندھوں تک پہنچ جاتے اور جب کاٹتے تو کانوں تک۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لئے بال رکھنے کا اندازہ اس حد بندی میں محدود ہے جبکہ عورتوں کو یہ ہیئت اختیار کرنی ممنوع ہے۔ جس طرح کے مردوں کو عورتوں سے تشابہ اختیار کرنا بھی ناجائز ہے (آگے مضمون میں اللہ اور

اس کے رسول ﷺ کی لعنت والی دو احادیث ہیں جو ہم پہلی اور دوسری شکل کے ضمن میں ذکر کر آئے ہیں۔
باقی رہا ازواج مطہرات کا طرز عمل کہ وہ اپنے بالوں کو کاٹتی تھیں۔ اس بارے میں وارد روایت کا قدرے تفصیل سے جائزہ لینا چاہتا ہوں۔

معروض استدلال روایت پہلے اصل روایت ملاحظہ فرمائیں۔ ”کان ازواج النبی ﷺ يأخذن من رؤوسهن حتى تكون كالوفرة“ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ - باب القدر المستحب من الماء فی غسل البجلیۃ) (۱/۱۳۸) یعنی ازواج مطہرات اپنے بالوں سے لیتی (کاٹتیں) تھیں حتیٰ کہ وہ وفرة (کانوں تک پٹوں) کی مانند ہوتے۔

مصنف نے کلام ہذا حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن ثمالی سے نقل کیا ہے۔ اس میں لفظ یاخذن کا ترجمہ ضروری نہیں کہ کاٹنا ہی ہو۔ احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ وہ اپنے بالوں کا خاص انداز سے جوڑا بنا لیتی تھیں جو ”فرہ“ کی شکل میں نظر آئے۔ مسائل طہارت سے اس معنی کی مناسبت بھی ہے۔ عورتیں عموماً غسل کے موقع پر ایسا کرتی ہیں۔ پھر مصنف کا اس کے مناسب محل و مقام پر ذکر نہ کرنا بھی سارے مدعا کا مؤید ہے جبکہ صحیح مسلم اپنے حسن ترتیب اور سہل المأخذ ہونے میں معروف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ شرع میں وفرة ’لمہ اور جمہ (اہل فن کے صحیح قول کے مطابق وفرة وہاں ہیں جو کانوں تک ہوں۔ کندھوں تک لمہ اور اس سے تجاوز کرنے والے بالوں کو جمہ کہا جاتا ہے) بالوں کے یہ اوصاف صرف مردوں کے لئے ہیں عورتوں کے لئے نہیں۔

یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہاں حیضہ وفرة نہ تھے صرف دیکھنے کو وفرة معلوم ہوتے تھے۔ اس لئے یہاں کاف ضمیمہ سے تعبیر کی گئی ہے۔ ”کالوفرة“ یعنی وفرة جیسے تھے۔ اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یاخذن کا معنی کاٹنا ہے تو یہ ازواج مطہرات کا خاصہ ہوگا کیونکہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان کی حیثیت معتدات (مدت گزارنے والیوں) جیسی تھی۔ قرآن مجید میں ہے۔ (وماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابداً) - ان خالکم کان عنداللہ عظیم) (سورۃ الاحزاب: ۵۳) اور تمہارے لئے یہ زیبا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ یہ کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواج مطہرات سے کبھی نکاح کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے۔

آیت احزاب میں مذکورہ حکم کے پیش نظر ازواج النبیؐ نے سادگی اور ترک زینت کو ضروری سمجھ کر فعل ہذا کا ارتکاب کیا ہو تاکہ کلی طور پر نکاح کے دوائی سے قطع و یاس ہو سکے ہر دو صورت میں امام نوویؒ کا قول ”وفیہ دلیل علی جواز تخفیف الشعور للنساء“ کہ اس میں عورتوں کے لئے بال ہلکے کرنے کی دلیل ہے۔ اس کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے انکا استدلال درست نہیں۔ بالخصوص جبکہ خود بھی وہ قاضی (عیاض کے مؤقف) کو درست قرار دے رہے ہیں۔ نیز اس میں تغیر خلق اللہ اور مثلاً کا شائبہ بھی موجود ہے۔ جو اس فعل سے مانع ہے۔ واللہ اعلم۔

عام حالات میں اگر عورت کو بال کاٹنے کی اجازت ہوتی تو میرے خیال میں کم از کم حج کے موقع پر اس کو سر مونڈنے کا حکم ضرور ہونا چاہیے تھا تاکہ اللہم ارحم المحلقین کی سعادت سے محروم نہ رہتی۔ اس کے برعکس معاملہ یہاں تک محدود ہے کہ مسواچہ بالوں کے سر کی تقصیر کی بھی اجازت نہیں تو عام حالات میں بلاوجہ بال کاٹنے کیسے

جائز ہوں گے؟ ہرگز نہیں ..

البتہ کسی معقول علت و عذر کی بناء پر یہ فعل جائز ہے جیسے حضرت میمونہؓ نے ہماری کی وجہ سے سر منڈا دیا۔ (وقد فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیه) (الانعام: ۱۱۹) تفصیلی واقعہ صحیح ابن حبان میں گیارہویں نوع اور پانچویں قسم میں موجود ہے۔ آگے چل کر علامہ البانی کی عدم تشبیہ کی شکل میں جواز والی رائے کو بلا دلیل قرار دیتے ہوئے خلاصہ کے طور پر لکھا ہے۔ دراصل ہمارے ماحول اور معاشرہ میں آج کل جو کچھ نظر آرہا ہے۔ اسلامی تہذیب و تمدن کا قطعاً اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خالصتاً مغربی اور استعماری تہذیب و تہلیل کا نتیجہ ہے۔ جس کی یلغار میں بڑے بڑے لوگ بھی خس و خاشاک کی طرح بجتے نظر آرہے ہیں۔ (نحوذ باللہ من هذا الفن..... ہفت روزہ الاعتصام مذکورہ بالا مصنف لیسر)

ایک مکتوب - برید حرم ہفت روزہ الاعتصام کے اس شمارے میں مذکور ہوا مضمون کے آخر میں فاضل محقق مولانا ابوالاشبال شافعی (مکہ مکرمہ) کا مکتوب بھی شائع ہوا اور وہ بھی ہمارے موضوع سے متعلق ہی تھا۔ اس میں موصوف نے ایک شکل میں جواز کا فتویٰ دینے والے مدیر مذکور کو لکھا کہ :

بھیک (امام) نوویؒ اور دوسرے حضرات نے حضرت عائشہؓ والی مسلم کی روایت سے جواز کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میری رائے اس کے خلاف ہے کیونکہ حدیث عائشہؓ میں جو علت موجود ہے یعنی بعد وفات رسول کریم ﷺ انہوں نے ایسے کیا تو اس حدیث سے استنباط بدون علت از روئے اصول فقہ جائز نہیں۔

البتہ اس حدیث سے ان بیوہ عورتوں کے لئے جواز کی دلیل ٹولی جاسکتی ہے جو (دوبارہ) شادی کرنے کی بوجہ مجبوری خواہش مند نہ ہوں۔ بصورت دیگر اس سے جواز عام کی صورت محض مقلدانہ اندھا پن ہے جو انگوٹوں نے لکھ دیا اگرچہ ان سے اس نص کے سمجھنے میں سہو ہوا اور ان کے بعد آنے والے آنکھ بند کر کے اسی پر فتویٰ صادر کرتے چلے گئے۔ پھر اس حدیث عائشہؓ پر خیر القرون کی عورتوں یعنی امہات المؤمنین کے علاوہ دیگر صحابیات اور تابعیات اور اس کے ہلد میں اس پر عمل ہوا ہے یا نہیں؟ کم از کم میری نظر سے تو اس پر عمل کرنے کا ثبوت نہیں گزرا۔

رہی یہ بات کہ عدم جواز کی بھی کوئی روایت ثابت ہے یا نہیں تو اس سلسلہ میں یہ عملی توازن عمدہ صحابیات تا ایدم کافی ہے۔ البتہ مزید معلومات کے لئے کتب احادیث و فقہ کی ورق گردانی کی ضرورت ہے۔ (حوالہ بالا ایضاً)

مشئلہ مشلہ کا اصل معنی تو ہے کہ میدان جہاد و قتال میں کام آنے والوں کے ناک کان کاٹنا جس سے نبی ﷺ نے سختی

سے منع فرمایا ہے۔ وہ چاہے کافر ہی کیوں نہ ہو۔ حتیٰ کہ صحیح مسلم میں ارشاد نبوی ہے۔ ”قاتلوا من کفر باللہ لا تغلوا ولا تمثلوا“ کافروں سے جہاد کرو۔ غنیمت کا مال مت چرو اور مشلہ مت کرو۔

امام نوویؒ نے عورتوں کے سر کے بال منڈوانے کو بدعت اور ان کے حق میں مشلہ قرار دیا ہے (المجموع شرح المہذب: ۸ / ۱۵۰) اور جیسا کہ پہلے گذرا ہے کہ عورتوں کا اپنے بالوں کو کاٹنا مشلہ سے خالی نہیں بلکہ بعض احادیث اور فقہاء کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی مشلہ ہے۔ مثلاً معجم طبرانی میں ایک حدیث ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ اس میں ہے ”لا من مثل بالشعر فلیس له عند الله خلاص“۔ جو بالوں کے ساتھ مشلہ کرے اس کے لئے

اللہ کے پاس (خردی جزا سے) کوئی حصہ نہیں ہے۔

مولانا بستوی کی تحقیق

یہ حدیث نقل کرنے کے بعد مولانا عبدالسلام بستوی نے اپنی کتاب ”اسلامی صورت“ میں لکھا ہے۔ یہ حدیث عام ہے۔ خواہ خواتین ہوں یا مرد۔ اگر عورتیں سر کے بال کٹوائیں یا منڈوائیں گی تو اس روایت کے تحت داخل ہوں گی..... الخ (ص ۳۳)

اور فقہاء میں سے صاحب ہدایہ نے لکھا ہے: لان حلق الشعر فی حقها مثلة كحلق اللحية فی حق الرجال (ہدایہ) عورتوں کے حق میں سر کے بال منڈوانا مثلاً ہے۔ جیسے مردوں کے بارے میں ڈاڑھی منڈوانا مثلاً ہے۔ فقہ حنفی کی اس کتاب کی طرح ہی روح البیان اور بحر الرائق میں بھی عورتوں کے سر منڈوانے کو مثلاً کیا گیا ہے۔ (حوالہ بالا) اب کہا جاسکتا ہے کہ سر منڈوانا تو مثلاً ہوگا جبکہ یہ خواتین سر منڈواتی تو نہیں بلکہ اگلے حصے کے یا سارے سر کے بال کٹواتی یا کاٹتی ہیں تو اس کا جواب ساہلہ الفاظ میں ہی موجود ہے کہ اگر وہ سر کے بال منڈوائیں تو مثلاً ہوتا۔ وہ کچھ حصے کی بال کاٹتی ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ ان کا یہ فعل مثلاً کے شبہ کے ضمن میں آیا ہے لہذا ناجائز ہے۔

مفتی اعظم سعودی عرب کا فتویٰ

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ محمد بن ابراہیمؒ کا فتویٰ ہے کہ عورتوں کے لئے اپنے سر کے بال کاٹنا یا منڈوانا کسی بھی طرح جائز نہیں ہے کیونکہ حدیث میں حضرت عثمانؓ غنی فرماتے ہیں: ”نہی رسول اللہ صلی اللہ وسلم ان تحلق المرأة رأسها“ (رواہ الترمذی و ابن جریر) ”نبی ﷺ نے عورتوں کے سر کے بال منڈوانے سے منع فرمایا ہے۔“ اور قاعدہ یہ ہے کہ جب آپؐ کسی چیز سے منع فرمادیں تو وہ چیز حرام ہوتی ہے۔ الا یہ کہ بعد میں کوئی دوسرا حکم نازل و صادر ہو جائے اور ملا علی قاری کی المرقاة شرح مشکوٰۃ سے ان کا قول نقل کیا ہے کہ ”عورت کو سر منڈوانے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ جس طرح مردوں کے لئے ڈاڑھی خوبصورتی اور اسلام کی نشانی ہے اسی طرح عورتوں کے لئے چوٹی صن و زیبائی اور اسلام کی علامت ہے۔ (مجموع فتاویٰ شیخ محمد بن ابراہیمؒ ۲/۳۹ نیز دیکھئے تنبیہات علی احکام تختص بالموضعات تالیف الشیخ ڈاکٹر صالح الفوزان۔ ماہنامہ آثار جدیدہ مینا تھ بھجن جلد ۸ شمارہ ۸/۹ مشرکہ)

خلاصہ کلام جن حضرات نے بھی جواز کی رائے دی ہے ان کا استدلال صحیح مسلم کی حدیث عائشہؓ سے ہے اور سابقہ طور سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا اس حدیث سے استدلال صحیح نہ ہے۔ لہذا جواز کی رائے بھی صحیح نہیں ہوئی۔

اور اس قسم کا فیشن جن عورتوں میں رواج پڑا ہے۔ ان میں بے پردگی اور مغربی تہذیب کی نقالی کچھ اس حد تک عام ہو چکی ہے کہ اسے یہ معنی دینا بھی کافی دشوار ہے کہ وہ صرف اپنے شوہر کے لئے آرائش و زیبائش اور مٹاؤ سنگھار کی خاطر ایسا کرتی ہوں گی۔ کیونکہ آج بازاروں کی رونق اور چمک پھل صرف ایسی خواتین ہی کے دم قدم سے ہے جو کہ سراپا فتنہ بن کر بے حجاب و بے مہل بازاروں اور محلوٰط تقریبات میں پائی جاتی ہیں۔ ایسی صورت کو بھلا شوہر کے لئے تزیین کیسے کہا جاسکتا